اہل بیت نبوی ﷺ کیلئے ممانعت زکوٰۃ اور عصر حاضر

تحریر: نسیم محمود‘ لیکچرار اسلامیات‘ گورنمنٹ علامہ اقبال کالج‘ سیالکوٹ

جب ہم احادیث نبوی ﷺ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں متعدد روایات ایسی ملتی ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی اہل بیت پر صدقات حرام قرار دیے ہیں۔ چنانچہ بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں:

”عن ابی هريره قال:اخذالحسن بن علی تمرةبن تمرالصدقةفجعلها فی فيه-وكان طفلاً-فقال رسول الله ﷺ كخ كخ(١)ارم بهااما علمت انالا ناكل صدقة“(٢)

(حضرت حسن بن علی المرتضیٰؓ صدقہ کی ایک کھجور منہ میں ڈال لی جبکہ وہ بچے تھے تو رسول اللہؐ نے انہیں سرزنش کرتے ہوئے فرمایا: اسے پھینک دو- آپ کو معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے)

جبکہ عاملین زکوٰۃ کو مالِ زکوٰۃ میں سے اجرت دینا نص قرآنی سے ثابت ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

”اِنَّمَاالصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاء وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا“(٣)

”بے شک صدقات (زکوٰۃ) فقراء‘ مساکین اور عاملین (زکوٰۃ اکٹھی کرنے اور تقسیم کرنے کا کام کرنے والے لوگوں) کے لیے ہے“

لیکن نبی کریم ﷺ نے اس کے باوجود اپنی اہل بیت کو اس مال سے استفادہ کی اجازت نہ دی بلکہ اپنے چچا حضرت عباسؓ کی اس خواہش کو کہ انہیں عاملِ زکوٰۃ بنا دیا جائے‘ یہ کہہ کر رد کر دیا کہ:

”ما كنت لا استعملك علی غسالة ذنوب المسلمين“(٤)

”میں تمہیں مسلمانوں کے گناہوں کے دھوون کے استعمال کی اجازت نہیں دینا چاہتا“

بلکہ یہ صدقہ تو آپ ﷺ نے بنو ھاشم کے غلاموں کے لیے بھی حرام قرار دیا۔ چنانچہ روایت ہے کہ آپ ﷺ کے خادم ابو رافعؓ نے عاملِ زکوٰۃ کی اجرت کے حصول میں شریک ہونے کے لیے عاملین زکوٰۃ کے ساتھ کام کرنا چاہا تو آپ ﷺ نے انہیں یہ کہہ کر منع فرما دیا کہ:

”ان الصدقة لاتحل لناوان موالی القوم من انفسهم“(٥)

"بے شک صدقہ ہمارے لیے حلال نہیں ہے اور کسی قوم کے موالی (غلام) بھی انہیں میں سے ہوتے ہیں"

زکوٰۃ کن کے لیے حلال نہیں:

اب غور طلب بات یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جن پر نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ حرام قرار دی ہے تو ان لوگوں کی تعیین کے بارے میں فقہاء میں قدرے اختلاف ہے، ہاں البتہ تمام فقہاء کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ بنوھاشم پر زکوٰۃ حرام ہے اور بنوھاشم میں آل علی، آل عباس، آل جعفر، آل عقیل، آل حارث بن عبدالمطلب ہیں۔ البتہ حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں حارث کے علاوہ دوسروں کی اولاد پر بھی زکوٰۃ حرام ہے کہ نہیں اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کی مشہور روایت کے مطابق ان کے لیے یہ حرام ہے اور امام ابوحنیفہؒ نے زکوٰۃ کو ان کے لیے جائز قرار دیا ہے۔ (۶) لہذا امام ابوحنیفہؒ کے مؤقف کے مطابق ابولہب کی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ اس لیے کہ بنوھاشم کے لیے زکوٰۃ کی حرمت ان کی عزت وتکریم کی خاطر ہے۔ اور عزت وتکریم کا وہی مستحق ہے جس نے کہ آپ ﷺ کی مدد کی ہو اور دورِ جاہلیت اور ایام اسلام میں آپ ﷺ کے دشمنوں کے خلاف آپ ﷺ کی معاونت کی ہو اور یہ بات واضح ہے کہ ابولہب حضور ﷺ کا سب سے بڑا دشمن اور آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے کا سب سے زیادہ متمنی تھا لہذا اس کی اولاد کو اس عزت وتکریم کا مستحق قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (۷) یہی وجہ ہے کہ ابولہب کی ذریت پر زکوٰۃ حرام نہ ہوئی بلکہ بوقت ضرورت ان کو اس رقم میں سے ادائیگی کی جاسکتی ہے۔

نفلی صدقات:

نفلی صدقات میں یہ عمومی حکم ہے کہ جس طرح ان کا استعمال دوسرے لوگوں کے لیے جائز وحلال ہے اسی طرح بنوھاشم کے لیے بھی ان سے استفادہ جائز ہے۔ چنانچہ علامہ بدرالدین عینی اس ذیل میں فقہاء کی آراء بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر تو صدقہ صلۂ رحمی کی خاطر ہو اور نفلی ہو تو پھر (بنوھاشم کے لیے اس کے استعمال میں) کوئی حرج نہیں اور بعض مالکیہ نے نفلی صدقہ ان کے لیے جائز قرار دیا ہے۔ جبکہ امام احمدؒ کی اس بارے میں دو روایات ہیں۔ اسی طرح امام شافعیؒ کے بھی اس ذیل میں دو مؤقف ہیں۔ ایک کے مطابق نفلی صدقہ ان کے لیے حلال اور دوسرے کے مطابق حرام ہے۔ (۸)

جبکہ مشہور مفسر ابوعبداللہ قرطبیؒ کہتے ہیں:

"واختلفوا فی جواز صدقة التطوع لبنی هاشم، فالذی

علیه جمهوراهل العلم وهوالصحیح ان صدقة التطوع لاباس بهالبنی هاشم ومواليهم'لان علياًوالعباس وفاطمة رضوان اللہ علیھم تصدقوا واوقفوا علی جماعة من بنی هاشم وصدقاتهم الموقوفة معروفة مشهورة''(۹)

''فقہاء نے بنوہاشم کے لیے نفلی صدقہ کے جواز میں اختلاف کیا ہے اور جمہور اہل علم کا موقف' اور یہی صحیح موقف ہے کہ نفلی صدقہ میں بنوہاشم اور ان کے غلاموں کے لیے کوئی حرج نہیں ہے اس لیے کہ (حضرات) علی' عباس اور فاطمہ رضوان اللہ علیھم نے بنوہاشم کی ایک جماعت پر صدقات کیے اور ان کے لیے وقف کیے اور ان کے وقف شدہ صدقات مشہور ومعروف ہیں''

واجب صدقات:

عام فقہاء کا موقف ہے کہ وہ صدقات جن کی ادائیگی لازم اور ضروری (واجب) ہے جس طرح صدقہ فطر اور کفارہ وغیرہ تو ایسے صدقات بنوہاشم کے لیے حلال نہیں۔ لہذا ایسے صدقات ان کو دینا جائز نہیں ہے۔ لیکن عام فقہاء کے اس موقف سے یہ ثابت نہیں ہوتا تمام فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے۔ اس لیے کہ امام ابوجعفر طحاویؒ حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

''تشیرالی اباحتهالهم'فذهب الی هذاالحدیث وابا حوا الصدقة علی بنی هاشم''(۱۰)

یہ (روایت صدقہ کے) ان کے لیے جائز ہونے کا اشارہ کرتی ہے لہذا (فقہاء کی) ایک جماعت نے اسی روایت کو لیتے ہوئے بنوہاشم پر صدقہ حلال قرار دیا ہے۔

لیکن جب غور کیا جائے تو مسئلہ زیر بحث میں آئمہ اربعہ اور ان کے پیروکار بھی متفق نظر آتے ہیں۔ لہذا تحقیق مسئلہ میں مزید آگے بڑھنے سے پہلے ہمارے لیے مناسب یہی محسوس ہوتا ہے کہ پہلے آئمہ اربعہ اور ان کے متبعین کی آراء کا سرسری جائزہ لے لیا جائے۔

احناف کا موقف:

امام ابوحنیفہؒ سے ایک روایت یہ مروی ہے کہ تمام کے تمام صدقات خواہ وہ وجوبی ہوں یا نفلی ہر دو صورت میں ان کا بنوہاشم کو دینا جائز ہے اور پانی کے چشموں کے حوالے سے انہی سے مروی ہے کہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی پر صدقہ کر سکتا ہے۔ (۱۱) لیکن فقہ حنفی میں مشہور روایت جسے ابن سماعہ نے امام

ابو یوسفؒ سے نقل کیا اور یہ امام ابو یوسفؒ ہی کی رائے ہے کہ بنو ہاشم کے لیے کسی دوسرے سے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔ ہاں البتہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے زکوٰۃ لے سکتے ہیں۔ چنانچہ ''احکام القرآن الکریم'' میں ہے اور ابن سماعہؒ نے ابو یوسفؒ سے روایت کیا ہے:

بنو ہاشم کی زکوٰۃ بنو ہاشم کے لیے حلال ہے۔ ہاں ان کے علاوہ کسی اور کی زکوٰۃ ان کے لیے حلال نہیں ہے۔ اور امام طحاویؒ بھی امام ابو حنیفہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ: بنو ہاشم کا ہر قسم کے صدقہ کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک امام صاحب کا یہ مؤقف اس لیے ہے کہ صدقات بنو ہاشم پر تو اس لیے حرام قرار دیے گئے کہ مالِ خمس یعنی ذوی القربی والے حصہ میں بنو ہاشم کا بھی حصہ تھا تو جب یہ حصہ ان کو ملنا بند ہو گیا تو جو کچھ ان کے لیے حرام قرار دے دیا گیا تھا وہ حلال ہو گیا کیونکہ جو کچھ ان کے لیے حلال تھا وہ ان کو نہیں مل رہا۔ (۱۲)

امام طحاویؒ نے اس ذیل میں امام ابو یوسفؒ کے حوالے سے امام ابو حنیفہؒ کی ایک روایت نقل کی ہے جسے ابو سلمہؒ نے بھی روایت کیا ہے۔ (۱۳) اور وہ یہ ہے کہ بنو ہاشم کے لیے افضل یہی ہے کہ وہ دوسروں سے سوال کرنے کی بجائے زکوٰۃ لے لیں۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور جس میں ہم رہ رہے ہیں بنو ہاشم اور دیگر سادات کرام کے لیے زکوٰۃ لینا حلال ہے۔ (۱۴)

امام طحاویؒ یہ مؤقف بیان کر کے کہتے ہیں:

''فبھذا ناخذ'' (۱۵) ''ہم بھی اسی رائے کو لیتے ہیں''

یہی مؤقف علامہ انور شاہ کاشمیریؒ اور ماضی قریب کے دیگر اہل علم نے اپنایا ہے۔ (۱۶)

مالکیہ کا مؤقف:

مالکیہ سے اس بارے میں مندرجہ ذیل چار متضاد اقوال مروی ہیں:

۱۔ یہ مطلق جائز ہے۔

۲۔ مطلقاً ناجائز ہے۔

۳۔ نفلی صدقہ جائز اور وجوبی صدقہ ناجائز ہے۔

۴۔ وجوبی صدقات تو جائز ہیں مگر نفلی صدقات ناجائز ہیں۔ (۱۷)

لیکن امام مالکؒ کا مشہور مؤقف یہی ہے کہ وجوبی و نفلی ہر قسم کے صدقات بنو ہاشم کے لیے ناجائز ہیں (۱۸) لیکن فقہاء مالکیہ میں امام رہبری سے یہ بھی مروی ہے کہ جب مال خمس ان سے روک لیا جائے اور ان کو ان سے محروم کر دیا جائے تو تب ایسی صورت میں ان کے لیے زکوٰۃ جائز ہے۔ (۱۹)

شافعیہ کا موٗقف:

شوافع کا مشہور موٗقف یہ ہے کہ وجوبی صدقات سادات کے لیے حلال نہیں ہیں اور اسی پر ان کا عمل بھی ہے مگر ابن حجر کا موٗقف اس سے ذرا مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب بنو ہاشم کے لیے حصول مال کی کوئی بھی صورت باقی نہ رہے تو پھر بعض شافعیہ نے زکوٰۃ لینا ان کے لیے جائز قرار دیا ہے اور ان کی اس رائے کا یہی سبب ہے کہ حصول مال کی ان کے ہاں کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ (۲۰)

علاوہ ازیں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے عقد الجید میں بیان کیا ہے کہ یہی رائے امام رازی کی ہے (۲۱) اور ابن تیمیہؒ نے تو یہاں تک صراحت سے بیان کر دیا ہے کہ ابو سعید اصطخری شافعی نے ان کو رہن شدہ برتنوں کی زکوٰۃ سے استفادہ کی اجازت دی ہے۔ (۲۲)

حنابلہ کا موقف:

حنابلہ نے بھی دیگر فقہاء کی طرح ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے سادات اور بنو ہاشم کے لیے زکوٰۃ کو منع قرار دیا ہے۔ لیکن شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جب سادات اور بنو ہاشم کے لیے مال کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو پھر ان کے لیے زکوٰۃ کے حصول میں گنجائش نکل آتی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

> ''وبنوهاشم اذامنعوامن خمس الخمس جازلهم الاخذمن الزكوٰة وهوقول القاضی یعقوب وغیرهم من اصحابناوقاله ابو یوسف والاصطخری من الشافعیه لانه محل حاجة وضرورة''(۲۳)
>
> ''بنو ہاشم کو جب مال خمس کے پانچویں حصہ سے محروم کر دیا جائے تو ان کے لیے زکوٰۃ لینا جائز ہے اور یہی قاضی یعقوب اور ہمارے دیگر ساتھیوں کا موقف ہے۔ اور یہی بات ابو یوسف اصطخری شافعی نے بھی کی ہے اور یہ حاجت اور ضرورت کا موقع ہے''

دلائل ائمہ اربعہ سے ماخوذ نکات:

درج بالا بحث سے مندرجہ ذیل نکات مترشح ہوتے ہیں:

۱۔ زکوٰۃ سادات اور بنو ہاشم پر مطلقاً حرام ہے اور اکثر فقہاء کا یہی موقف ہے۔ اس بارے میں وارد مختلف احادیث سے بھی اس کی تائید ملتی ہے۔

۲۔ بعض فقہاء نے بنو ہاشم کے لیے زکوٰۃ مطلقاً جائز قرار دی ہے اور وہ اس موٗقف پر ان روایات کو دلیل بناتے ہیں جن میں یہ بیان ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے بنو ہاشم پر صدقہ کیا۔ چنانچہ ابو جعفر

طحاویؒ نے اس سے متعلقہ متعدد احادیث روایت کرنے کے بعد ان کا جواب بھی یوں دیا ہے کہ یہ صدقات نفلی تھے جبکہ جدید محققین میں سے ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے یہاں ایک نکتہ پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے اس مسئلہ سے متعلقہ حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے کلمہ ''آل'' کا ذکر کیا ہے کلمہ ''ذریت'' کو بیان نہیں کیا۔ تو قرآنی اسلوب ہمارے سامنے حقیقت یوں واضح کرتا ہے کہ کلمہ ''آل'' کا اطلاق کسی شخص کی اس اولاد پر ہوتا ہے جو کہ اس کی ہم عصر ہو جبکہ کلمہ ''ذریت'' کا اطلاق موجودہ اور آئندہ دونوں نسلوں پر ہوتا ہے۔ پس کلمہ ''آل محمد ﷺ'' کا اطلاق صرف آپ ﷺ کے ان ہم عصر لوگوں پر ہوگا جو کہ بنو ہاشم سے ہوں اور اس سے مراد قیامت تک آنے والے تمام بنو ہاشم مراد نہیں ہوں گے لیکن اس استدلال میں ہم دو طرح سے غور کر سکتے ہیں:

ایک تو یہ کہ ہم سابقہ تمام فقہاء کو جب پڑھیں تو پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی فقیہہ یا امام نے یہ فرق بیان نہیں کیا بلکہ آئمہ اربعہ نے، جیسا کہ صحیح روایات سے واضح ہوتا ہے اس کلمہ ''آل بنی ہاشم'' میں قیامت تک آنے والی تمام نسلوں کو شامل کیا ہے۔ اور نہ اہل سنت نے ان دونوں میں لغوی اعتبار سے ہی کوئی فرق بیان کیا ہے۔

دوسری بات یہ کہ ایسا نہیں ہوا کہ حدیث نبوی ﷺ میں صرف اور صرف کلمہ آل کا ہی ذکر ہو بلکہ تحریم زکوٰۃ کے ذیل میں بنو ہاشم کا ذکر بھی آیا ہے۔ اور کلمہ ''من فلان'' کا اطلاق لغوی طور پر موجودہ اور آئندہ دونوں خاندانوں پر بلا تفریق ہوتا ہے۔

۳۔ بعض فقہاء کا یہ مؤقف ہے کہ بنو ہاشم کے لیے بنو ہاشم ہی کی ادا کردہ زکوٰۃ لینا جائز ہے اور یہ مؤقف امام ابو یوسف اور ایک روایت کے مطابق امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔ اور اس پر ان کی طرف سے جو دلائل بیان کیے جاتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

i۔ حضرت ابن عباسؓ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے ہم پر لوگوں کے صدقات حرام قرار دیے ہیں تو کیا ہمارے (بنو ہاشم) صدقات ہمارے آپس میں ایک دوسرے کے لیے بھی حلال ہیں کہ نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں (حلال ہیں)

ii۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مدینہ کے باہر سے ایک عورت آئی اور آپ ﷺ نے اس سے کچھ سامان خریدا اور چند اوقیہ کے نفع پر پھر بیچ دیا اور حاصل شدہ منافع کو بنو عبد المطلب کے مساکین پر صدقہ کر دیا۔

iii۔ حضرت ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے کہ مجھے میرے والد نے نبی کریم ﷺ کے پاس

صدقہ کا وہ اونٹ لینے بھیجا جو کہ آپ ﷺ نے انہیں دیا تھا۔(۲۴)اسی طرح اس ذیل میں ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے اس اونٹ کے بارے میں آپ ﷺ سے بات چیت کی۔(۲۵)

دوسری روایت کے سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اونٹ صدقات واجبہ سے نہ تھا بلکہ یہ صدقات نافلہ میں سے تھا اور امام ابوجعفر طحاوی نے بھی اسے صدقات نافلہ پر ہی محمول کیا ہے۔(۲۶)

رہی تیسری روایت تو اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ ؐ نے انہیں بیت المال سے اونٹ دیا ہو اور یہ بات تو واضح ہے کہ آپ ؐ بیت المال میں مختلف قسم کی مدات سے حاصل شدہ جانور بھی رکھا کرتے تھے۔اوران میں غالب اکثریت صدقہ کے جانوروں کی ہوا کرتی تھی۔تو ایسی غالب اکثریت کی بنا پر راوی نے ''اعطاھامن الصدقۃ'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔مگر مراد دوسرا مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ وہ صدقات واجبہ والے اونٹوں میں سے نہ ہو بلکہ صدقات نافلہ والے اونٹوں میں سے ہو۔

جن لوگوں نے سادات وبنوہاشم کے لیے صدقات وزکوٰۃ کو جائز قرار دیا ہے وہ اپنے مؤقف پر سابقہ بیان کردہ احادیث کو دلیل بناتے ہیں اور ایک طرح سے یہ ان کے مؤقف کی اصل بنیاد ہیں مگر اس کے باوجود یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں غوروخوض کی اشد ضرورت ہے۔

۴۔ ایک چوتھی رائے یہ ہے کہ سادات کے لیے بنیادی طور پر زکوٰۃ جائز نہیں ہے مگر آج کل جبکہ ان کے لیے بیت المال میں مال خمس کا پانچواں حصہ، جو کہ انہی کے لیے مخصوص ہوا کرتا تھا، باقی نہیں رہا تو پھر سابقہ آراء کی طرح ان کے لیے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔یہ آئمہ اربعہ کے پیروکار جید علماء کی رائے ہے اور خود امام ابوحنیفہؒ سے بھی اسی قسم کی رائے منقول ہے۔اور یہ تمام سادات کے لیے زکوٰۃ کی حرمت کی علت مال خمس پر ان کا استحقاق بتاتے ہیں۔تبھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''اے اہل بیت تم پر کوئی صدقہ حلال نہیں، یہ تو ہاتھوں کا دھوون ہے اور تمہارا حق مال خمس کا پانچواں حصہ ہے جو کہ تمہیں مالدار کردے گا'' تو آج جبکہ ان کے لیے مال خمس جیسا کوئی مال نہیں رہا جن سے کہ حالتِ فقر میں ان کی مدد کی جاسکے تو اب اگر وہ غریب ہیں اور کوئی ذریعہ آمدن بھی نہیں ہے تو مال زکوٰۃ سے بھی ان کو محروم کرنا ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہوگی اوران کو جیتے جی مارنے والی بات ہوگی۔

سابقہ بحث پر جب غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ سادات پر صدقات وزکوٰۃ کی حرمت کی علت مال خمس میں ان کا استحقاق ہے جو کہ آج اسلامی ممالک میں باقی نہیں رہا۔دوسرا یہ کہ ایسے اموال ان پر اس لیے حرام کیے گئے کہ یہ ایک طرح سے معیوب اور گناہوں کا کفارہ سمجھے جاتے تھے۔جبکہ سادات کو ان تمام قباحتوں سے دور رکھا گیا اور ان کے غرباء ومساکین کی پرورش کے لیے الگ سے

ایک ذریعہ آمدن (مالِ خمس) قائم کردیا گیا۔ مزید یہ کہ لوگ جن کو صدقہ وزکوٰۃ دیتے ہیں ان کے وقار اورعزت ومنزلت کو اپنی نظروں میں کم سمجھتے ہیں جبکہ شارع علیہ السلام نے ان کو ایسی بے قدری سے بچانے کے لیے یہ حکم صادر فرمایا مگر آج جبکہ غریب پروری کا مالِ خمس والا ذریعہ ختم ہوگیا تو اس صورت حال میں اگر مالِ زکوٰۃ سے بھی سادات وبنو ہاشم کو محروم کردیا جائے تو گویا اپنے ہاتھوں سے ان کو موت کے منہ میں دھکیلنے والی بات ہے۔ ویسے بھی حقوق کی پاسداری جس طرح پہلے تھے آج نہیں ہے۔ ان کا حق تو یہ تھا کہ افرادِامت ان کو اس قسم کے مال سے بچانے کے لیے صدقہ کی بجائے کوئی رقم ان کو دیتے مگر نفسانفسی کے اس عالم میں یہ بھی نہ ہوا۔ لہذا ایک تو ان کی زندگی اجیرن ہوگئی دوسرا اگر کوئی محنت مزدوری کرکے گزراوقات کے لیے چندکوڑیاں اکٹھی کربھی لیتا ہے تو اس کے بچے تو دینی تعلیم وتربیت سے محروم رہ گئے کیونکہ ہمارے مدارس زیادہ تر صدقات وزکوٰۃ پر چل رہے ہیں۔ لہذا وہ ان میں بھی پڑھنے کے قابل نہ رہے کیونکہ زکوٰۃ سے استفادہ ان کے لیے جائز نہیں اس طرح علم وآگہی کے دروازے ان پر بند ہوگئے۔ اب جہالت اور افلاس کی تقسیم کے علاوہ اور کچھ بھی باقی نہ رہا۔ لہذا ان تمام حالات میں سادات کے لیے صدقہ اور زکوٰۃ کا جواز ایک ضرورت بن گیا۔

ابن عابدین حیض کے ذیل میں مختلف رنگوں کے بارے ضعیف اقوال ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

معراج میں فخرالائمہ سے مروی ہے کہ ''اگر مفتی ضرورت کے مواقع پر آسانی پیدا کرنے کے لیے ضعیف اقوال پرہی فتوی دے دے تو یہ بہتر ہوگا'' اسی طرح امام ابو یوسفؒ کہتے ہیں کہ: منی جب شہوت کے خاتمہ کے بعد نکلے تو ضعیف قول کے مطابق اس سے غسل لازم نہیں ہوگا اور انہوں نے مسافر کو جسے شک کا خوف ہو اسی پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے اور یہ سب ضرورت کی بنا پر ہوا (۲۷) تو گویا فقہاء کے نزدیک جب ضرورت ہو تو ضعیف قول پر بھی فتوی دینا اور اس پر عمل کرنا جائز ہوا۔

المختصر اس بحث کا لب لباب یہ ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ ابو یوسفؒ امام ابوجعفر طحاویؒ علامہ ابہری مالکی، اصطخری، شافعی، امام فخرالدین رازی، علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ انورشاہ کاشمیریؒ جیسے کبار فقہاء کے نزدیک عندالضرورت زکوٰۃ سادات وبنو ہاشم کے لیے جائز ہے بلکہ شریعت تو عندالضرورت قوت لایموت کے برابر حرام کھانے کی بھی اجازت دے دیتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''انماحرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللّٰہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللّٰہ غفور رحیم'' (۲۸)

''بے شک (اللہ تعالیٰ نے) تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے کے علاوہ کسی اور کا نام لیا گیا ہو حرام کر دیا ہے پھر جو شخص مجبور ہو جائے وہ نہ (گناہ کی) خواہش کرنے والا ہو اور نہ ہی حد سے بڑھنے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

تو اس طرح سادات کو بھوکوں اور فاقوں مرنے دینے اور لوگوں کے سامنے مجبور ہو کر دامن سوال پھیلا کر ذلیل و رسوا کرنے سے بہتر ہے کہ عزت اور وقار کے ساتھ مالِ زکوٰۃ ان تک پہنچا دیا جائے کیونکہ سوال کرنے کی ذلت اور بھوکوں مرنے کی تکلیف سے بہتر ہے کہ مجبوری کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے مال سے اپنی ضرورت کو پورا کر لیا جائے۔

حوالہ جات

۱۔ النووی، محی الدین یحیٰ بن شرف: شرح صحیح مسلم: کتاب الزکوٰۃ: باب تحریم الزکوٰۃ علی رسول اللہ ﷺ وعلیٰ آلہ ایضاً: ج ا، ص ۳۴۳: الطبعۃ الثانیۃ: ۱۹۵۶ء، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی۔

۲۔ حوالہ سابقہ، بخاری: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح: کتاب الزکوٰۃ، باب ما یذکر فی الصدقۃ للنبی ﷺ: ج ا، ص ۲۰۲: طبعہ ثانیہ: ۱۹۶۱ء، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی

۳۔ سورۃ التوبۃ: ۶۰

۴۔ ابن حسام الدین: علاؤالدین علی المتقی: کنزلعمال: ج ۴: ص ۳۰۹، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۹۷۹ء

۵۔ ابوداؤد: سلیمان بن اشعث، السنن: کتاب الزکوٰۃ: ج ا، ص ۲۴۰، مکتبہ امدادیہ: ملتان

۶۔ رحمۃ الامۃ: کتاب الزکوٰۃ، ص ۱۱۵

۷۔ کمال الدین، محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر: باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ ومن لا یجوز: ج ۲، ص ۲۱۳: مکتبہ الرشیدیہ، کوئٹہ

۸۔ بدرالدین، ابومحمد محمد بن احمد العینی، عمدۃ القاری، ج ۹، ص ۷، دارالفکر، بیروت

۹۔ قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد: الجامع لاحکام القرآن: ج ۸، ص ۱۹۱

۱۰۔ الطحاوی، ابوجعفر احمد بن محمد، شرح معانی الاثار: کتاب الزکوٰۃ، باب الصدقۃ علی بنی ھاشم ج ا، ص ۳۴۷، طبعہ اولیٰ، ۱۹۷۰ء، ایجوکیشنل پریس، کراچی۔

۱۱۔ عمدۃ القاری، ج ۹، ص ۸۱

۱۲۔ شرح معانی الاثار، ج ا، ص ۳۵۲

۱۳۔ عمدۃ القاری، ج ۹، ص ۸۱

۱۴۔ انورشاہ کشمیری، محمد، فیض الباری علی صحیح البخاری، ج ۳، ص ۵۲، طبعہ اولیٰ، ۱۹۳۸ء:

۱۵۔ شرح معانی الاثار، ج ا، ص ۳۵۲

۱۶۔ فیض الباری، ج ۳، ص ۵۲

۱۷۔ عمدۃ القاری، ج ۹، ص ۸۱

۱۸۔ الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، ج ۸، ص ۹۱

۱۹۔ فتح الباری، ج ۳، ص ۳۵۴

۲۰۔ فتح الباری، ج ۳، ص ۳۵۴
۲۱۔ فیض الباری، ج ۳، ص ۵۲
۲۲۔ ابن تیمیہ، تقی الدین، مجموعۃ فتاوی ابن تیمیہ، ج ۴، ص ۴۵۶، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع
۲۳۔ حوالہ بالا
۲۴۔ سنن ابی داؤد، ج ۱، ص ۲۴۰
۲۵۔ عثمانی، ظفر احمد، اعلاء السنن، ج ۹، ص ۸۰، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی
۲۶۔ شرح معانی الآثار، ج ۱، ص ۳۵۲
۲۷۔ ابن عابدین، محمد بن امین، رد المختار علی الدرر المختار، ج ۱، ص ۲۱۱، طبعہ اولی ۱۳۹۹ھ، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ
۲۸۔ سورۃ البقرۃ: ۱۷۳